163

هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ

(ف) مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ (و) مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ

نمبر سوم — رسالہ — جلد دویم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

على صاحبها الصلوة والتحية

جسمین حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی ادلہ کاملہ کا بقیہ جواب ہے اور اسکی ضمن مین آپکے طفیل سے حضرات نیچریہ کے اصول مذہب سے بھی تعرض ہے منجانب مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار

اس نمبر مین علاوہ حضرات قاسمیہ کے حضرات شیعہ و خوارج و معتزلہ و اہل نیچر سے بھی خطاب ہے - اور ہر کسی سے مطالبہ جواب - ان مختلف فرقون سے جو صاحب مہذبانہ طور سے ہمکو اسکا جواب دینگے - ہم انکے شکر گذار ہونگے - اور بڑی خوشی و انصاف سے اسمین غور کرینگے - اگر ہمکو حق پاوینگے تو دل سے مان جاوینگے ورنہ مہذبانہ طور سے اسکا جواب دینگے پس جو صاحب اسمین کچھہ تحریر فرماوین - وہ اپنی تحریر براہ راست ہمارے پاس بہیجدین المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ

اعتذار

ہمارے ناظرین پرچہ جو مباحث فروعات کی مطالعہ کے خوگر ہین - اس اصولی بحث کو اپنے مقصود سے اجنبی نہ سمجھین اور اس طول کو مفوت مطلب خیال نکرین یہ بحث اولاً اصول اسلام کی مؤید ہے - ثانیاً حضرات قاسمیہ کے جواب مین بہت کار آمد و مع ذلک ہم بہت جلد اسکو ختم کرکے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین - اور حضرات قاسمیہ کی خبر لیتے ہین انشاء اللہ تعالی المعتذر ابو سعید عفا اللہ عنہ

۲۶ - ربیع الاول سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۷۹ء

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

دفعہ چہارم جناب مخاطب نے باوصف ادعاء بے تعصبی و انتساب بصوفیت و پرہیزگاری اس رسالہ مین سخت کلامی بھی کی ہے ۔ اور جن الفاظ کو عامہ ہنود بھی پسند نکرین (چہ جاے خواص علماء و صوفیاء) تحریر مین لائے ہین ۔ مثلاً لفظ (واہیات جاہلانہ) و مصرع (جواب جاہلان باشد خموشی) بصفحہ (۲۷) و لفظ (لامذہب) بصفحہ ۱۳ و لفظ (ذلیل) و (خجالت) بصفحہ (۲۴) و فقرہ (ہاتھ پاؤن ہلائینگے) بصفحہ (۲) و امثال ذلک ان الفاظ کے جواب مین اگر ہم بھی یہی الفاظ جناب کی نسبت لکھتے ہین [illegible] اور جواب ترکی بہ ترکی دیتے ہین تو اپنے انداز قدیم سے دور پڑتے ہین ۔ اور محل اعتراض ہنود بین عفو پسند بنتے ہین ۔

ہمنے پہلے بھی کسیکو سخت کلامی کا جواب نہین دیا ۔ اور گالیون کے جواب مین بجز اداے شکر و سپاس کچھ نہین لکھا ۔ دیکھو ہمارا سپاسنامہ جو بجواب سبابنامہ حبیب اللہ صاحب امرتسری کے تتمہ سفیر ہند مین نومبر ۸۴ء کو شائع ہوا اسمین ہمنے الفاظ ناملائم حبیب اللہ صاحب کا یہ جواب دیا ہے ۔ اگر جواب ترکی بہ ترکی لکھون تو بحث مسائل مین نرہیگی ۔ سب و شتم کیطرف کلام منجر ہوگی ۔ اور اسمین میرا مقصود فوت ہوگا اسلئے مین اسکے جواب مین سکوت کرتا ہون ۔ اور عفو و مسامحت کو کام مین لاتا ہون کما قال اللہ تعالے وجزاء سیئۃٍ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور ۔ ادفع بالتی ھی احسن ۔ فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ ۔ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین ۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زاد اللہ بعفو الا عزا ۔ وقال صلعم من تواضع للہ رفعہ اللہ فھو فی نفسہ صغیر و فی اعین الناس کبیر ۔ ومن تکبر وضعہ اللہ فھو فی اعین الناس صغیر و فی نفسہ کبیر حتی لھو اھون علیھم من کلب او خنزیر ۔ اور دیکھو ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ جو بجواب سب و شتم محمود حسن صاحب و عزیز محمد اسمعیل کے یکم ذیقعدہ ۹۵ء کو شائع ہوا اسمین ہمنے بجواب سباب

اور خاصکر ان صاحب کو تو یہ جواب دیا ہے۔ "تمہاری ان کلمات طیبات و باقیات صالحات کے مین جزاکم اللہ کہتا ہون اور اس تمہ کے صلہ مین یہ شعر پیشکش کرتا ہون ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا +

مین یقیناً جانتا ہون کہ میرے سوالات کا جواب تو روی زمین کے مقلدون سے کسیکو نہین آتا - آجتک جو کوئی میری متاوست کو اٹھا ہے - اسنے گالیونکو سپر بنایا - یا سوال بیسوال کو ہتکنڈا ٹھیرایا - یا اس حدیث ضعیفہ یا غیر صحیح پیش کر دیا [illegible] لہذا مین آپ لوگونکو معذور سمجھتا ہون اور آپکے ایسی کلمات پر جزاک اللہ کے سوائے کچھہ عرض نہین کرسکتا - بلکہ ایک وجہ سے شاکر و معترف لسان ہون کہ آپ لوگون نے باصدار ان کلمات طیبات کر اپنی صالح اعمال مین مجھی شریک کیا - اور مفلسی کے دن جسمین ظالمون کے اعمال سے مظلومونکو قصاص دلایا جاویگا مجھی اپنا سہیم بنایا"

جب ان لوگونکے دحوہ آپکے شاگرد مین یا ممبر لیشاگرد سخت کلامی کا جواب بجز دعاے نیک کچھہ نہین دیا - **تو آپ جیسی** بزرگونکی سخت کلامی کا جواب مین کیا دے سکتا ہون اور آپکی مقابلہ مین بجز عرض نہین الفاظ و معروضات کے اور کیا کہہ سکتا ہون - **ولیکن** ایک یہہ بات بغرض **نصیحت** و بطور مصلحت واجب العرض سمجھکر اگذارش کرتا ہون کہ بدگوئی کا انجام اچھا نہین ہوتا اور اس سے بجز شر و فساد کچھہ نتیجہ نہین نکلتا دیکھیے **ایک نتیجہ شر** تو اس سے یہی نکلا کہ آپکے تہوڑا سا برا کہا آپکے جواب مین محمود حسن صاحب و عزیز محمد اسمعیل نے اس بدگوئی کو پرلے سرے پہنچایا -

انہون نے بھی [illegible] بدگوئی [illegible] اور اس بیت پر عمل کیا ؎ بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + یا برا بھی کہکر
ویدہ و دانستہ ایسا اقدام کیا - اور اس بیت کو تصدیق کیا ؎ بنیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد +
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ + اگر آپ انکی تحریرات کو دیکہین - اور ضمیمہ نور الانوار مطبوعہ ۱۳ - اکتوبر ۱۸ٔء جسمین عزیز محمد اسمعیل کا خط ہے - اور اخبار مہر درخشان مطبوعہ ۲ - اکتوبر ۱۸ٔء جسمین محمود حسن صاحب کی تقریر ملاحظہ فرماوین

تو میری اسبات مین ذرہ شک نہ لاوین
اور اگر محمود حسن صاحب کی ایک قلمی تحریر (جو ضمیمہ
اشاعۃ السنۃ کی جواب مین تحریر فرماکر بسبیل ڈاک
میری طرف ارسال کئی ہین اور اسمین عامیانہ گالیان
دئی ہین - اور ہر گالی پر ایک شعر کی شہادت
لائی ہین) ملاحظہ فرماوین تو انپر اس تہوڑے
کئے پر سخت پچہتاوین - اور ان سب بدگوئیون کو اپنی
بدگوئی کا نتیجہ سمجہکر حدیث ذیل کا مصداق خیال
کرین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول
کفل من دمها لانه اول من سن القتل ترجمہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی جو کوئی ظلماً مارا جاتا ہے
اُسکے گناہ قتل کا حصہ قابیل کے ذمہ بھی لگتا ہے
کیونکہ پہلے اسی نے قتل کی سنت جاری کی ہے
اور دوسرا نتیجہ شر شاید یہ بھی نکلے کہ جانب
ثانی سے بھی بدگوئی شروع ہو - ہم نہ بولین
ہمارے دوست ہی کچھ کہہ بیٹھین اور بدست آویز
جزاء سيئة سيئة مثلها کے ایک ایک کلمہ
کا بدلہ لین - لہذا مناسب ہے کہ آپ ہی اپنی زہد
و بزرگی کا لحاظ فرماوین اور آئندہ زبان و
قلم کو ایسی کلمات کی تحریر و تلفظ سے بچاوین

اور اپنی حوارین خصوصاً محمود حسن صاحب کو اس سے
ہٹاوین - اور سب صاحب مضمون اس شعر کو خیال مین لاوین
؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب - کین زر
قلب بہرکس کہ دہی باز دہد

لطیفہ عجیبہ و نصیحہ لطیفہ

(۱) محمود حسن صاحب بجواب میرا اس شکایت کے کہ
ادلہ کاملہ مین بدگوئی و سخت کلامی پائی جاتی
ہے یہ تحریر فرماتے ہین کہ ادلہ کاملہ مین
سخت کلامی کا نام و نشان نہین اسکو مرز[illegible]
[illegible]
[illegible]
بات خلاف تہذیب اسمین لکھی ہو
مین اسکے جواب مین ادلہ کاملہ کے صفحات
(۲) (۲۴) (۲۷) (۳۱) پیش کرتا ہون
اور آپکی اس انکاری جواب سے یہ نتیجہ نکالتا ہون
کہ اب یہ طبق توما ن زمان مین تیرا ہمان
ادلہ کاملہ کے مصنف تو بن بیٹھے ہین لیکن
کبھی اسکو کھولکر ملاحظہ نہین کیئی
مرد آدمی اپنی فخر یا استاذ کے ستر کے
لئے مصنف بنی کا ارادہ تھا تو ایک نظر
سے اُسکو دیکھ تو لیا ہوتا -
اگر ایکدفعہ بھی اسمین نگاہ فرماتے تو اس انکار

کلی کے تلفظ سے ضرور تنفر ماتے - اور اس مصرع
کو خیال مین لاتے ع کہ عشق و مشک را
نتوان نہفتن - یا یون کہی کہ ان
الفاظ کو آپ خلاف تہذیب نہین جانتے
اور لفظ جاہل و لامذہب کسیکو کہنا یا خود کہلانا
و لفظ ذل و خجالت کو کسیکی یا اپنی طرف
نسبت کرنا برا نہین سمجھتے - یہ بات صحیح ہے
تو پھر آپ پر افسوس نہین - اور جو کچھ آپ
فرماوین ہمارے پاس اسکا جواب نہین -
(۲) عزیزم محمد اسمعیل گنگوہی نے بضمن
[illegible] خط [illegible] لفظ غیر مقلد
لکھنے پر یہ عذر کیا ہے کہ یہ لفظ عنوان
جواب مین مینے نہین لکھا - اہل مطبع
نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے -
پھر تعجباً یہ سوال کیا ہے کہ ہم لوگ (مقلدین)
تقلید کو ضروری جانتے ہین تو بڑی خوشی
سے مقلد کہلاتے ہین - آپ لوگ
جبکہ ترک تقلید کو بہتر سمجھتے ہین تو پھر
غیر مقلد کہنے سے برا کیون مانتے
ہین - انکے جواب مین نصیحۃً یہ
کہا جاتا ہے کہ اگر ترک تقلید کو بحکم انصاف

و باقتضاء تہذیب خالی از اعتساف یہی امر لازم
ہے کہ تارک تقلید کو غیر مقلد یا لامذہب کہا جاوے
تو پہلے ان الفاظ کے مستحق حضرت امام ابو حنیفہ
وغیرہ ائمہ مذاہب ہین کیونکہ وہ بھی تارک تقلید تھے
اور کسی مذہب کے حمادی مسعودی (جیسے حنفی شافعی)
نہین کہلائے - اور اگر ترک تقلید کو یہ امر لازم
نہین اور ان کلمات کو نسبت کرنا ائمہ مذاہب
کیطرف جائز نہین کما ہو الحق الحری بجنابہم
بلکہ بجای ان الفاظ کے انکو مجتہد یا امام کہنا واجب
یا جائز ہے تو ایسا ہی علماء تارکین تقلید زمانہ
حال [illegible] خیال کرنا مناسب ہے اور انکو بجائے
ان الفاظ کے اہل حدیث یا عامل بالحدیث یا متبع
سنت یا موحد یا محمدی المذہب کہنا لازم یا جائز
ہے - خصوصاً ایسی حالت مین کہ عاملین بالحدیث
لفظ غیر مقلد یا لامذہب کہنے کو گالی سمجھتے ہین -
اور ان الفاظ کے کہنے والے کو * ولا تنابزوا
بالالقاب فانہ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
سے مخاطب کرتے ہین - لہذا مناسب ہے کہ آئندہ ایسے
الفاظ سے احتراز کرین اور علمی بات کا علمی جواب دین
اور اگر یہ خیال کر بیٹھے ہین کہ برا بھلا کہکر بطبق
* لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون

* اس قرآن کو مت سنو اور شور مچاؤ تا کہ غالب ہو جاؤ ۱۲

غلبہ و فتح حاصل کرینگے - اور گالیونکی بوچھاڑ سے اہلحدیث کو میدان مناظرہ سے پیچھے ہٹادینگے تو محض خیال و سودای محال ہی +

اہل حدیث بخوف بدگوئی مقلدین کا پیچھا نہ چھوڑینگے اور جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے سوائے ایک قدم میدان سے مونہہ نہ موڑینگے

بُرے بھلے کی آواز سنین گے تو کانون مین انگلیان دے لینگے - علمی بات کے متعلق کوئی صدا سنینگے تو لبیک پکارکر جواب دینگے - فحالہم نظیر حال من قال فی جنہا ۵

اصم اذا نودیت [illegible] اذا قیل یا [illegible] سمیع

وجہ دوم - رسالہ ادلہ کاملہ کے مستقل جواب لکھنے کی دو وجہ سے جنھے ضرورت نہ تھی +

وجہ اول یہہ کہ اسکے جملہ مقاصد کے جوابات ہمارے معمولی پرچون مین ادا ہو چکے ہین کیونکہ امہات مقاصد ادلہ کاملہ کی چار رکن ہین

رکن اول - توہین و تفاخر و طعن و تمسخر

رکن دوم - سوال و نیز سوال

رکن سوم نقول ضعیفہ یا غیر قطعیہ (جو بہو سی ایک دو جگہہ لے لئے)

رکن چہارم - خیالات عقلیہ و تجویزات

(ضمیمہ ازجو رکن رکین مقاصد رسالہ ہین)

اور اِن چارون ارکان کے جوابات ہماری پرچون مین بتفصیل موجود ہین +

رکن اول و دویم کا جواب تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء - و تتمہ سفیر مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۹۲ء و ضمیمہ اشاعۃ السنۃ مطبوعہ یکم ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ مین موجود ہی +

رکن سیوم کا جواب ضمیمجات اخبار سفیر مطبوعہ ۱۸۹۲ء مین نمبر (۵) سے ۱۲ تک موجود ہے +

رکن چہارم کا جواب اشاعۃ السنۃ نمبر (۷) جلد اول مین صفحہ ۱۲۹ وغیرہ موجود ہے - اور نمبر پانزدہم ضمیمہ اخبار سفیر مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۲ء سے بھی نکل سکتا ہی +

وجہ دویم - یہ کہ جواب اِس رسالہ کا مجھ سے پہلے حبی فی اللہ و اخی فی دین اللہ مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ایسا لکھہ چکے ہین جسکے بعد میرے جواب لکھنے کی حاجت نہین رہی - اور انکی تحریر و تقریر مقبول طبائع خواص و عام ہوگئی - اسکو جواب دندان شکن کہین تو بجا ہی اور اگر جواب ترکی بہ ترکی سے تعبیر کرین تو زیبا ہے +

بابہ تجمہ فقیر اس کا جواب لکھنے کا اسلئے ارادہ کیا ہے کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کے علم و فہم کو ظاہر کر دون ۔ اور جو ان کے معتقدین نے انکا معقول و منقول مین بے نظیر ہونا مشہور کر رکھا ہے ۔ اس کا خلاف واقع ہونا ثابت کر دکھاؤن ؂

معتقد و مرید تو ہمیشہ سے اپنے پیشواؤن کی مدح مین بر طبق پیران نمی پرند و مریدان مے پرانند اطرار و افراط کیا ہی کرتے ہین ولیکن بزرگون کو چاہئے کہ ان لوگون کی زیادہ گوئی پر اعتقاد و اعتماد کر لین اور اس خیال سے کہ اتنے مسلمان ہماری شان مین جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہین اپنی بزرگی کے معتقد ہو بیٹھین ۔ اور اپنے علم و فہم کو جہان کے علم و فہم سے برتر سمجھنے لگین ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ مولینا محمد قاسم صاحب سے بھی امر جو شایان شان بزرگان نہین ہے) سرزد ہوا ۔ آپنے ان دروغگویون کی بیجا تعریفون پر ایمان لا کر اپنے آپکو وحدہ لا شریک فی العلم والفہم سمجھ لیا آپ کسی شخص کو اپنے معاصرین سے اپنا نظیر نہین سمجھتے بلکہ بعض اکابر اپنے مذہب کو بھی خیال مین نہین لاتے ؂

یعنی بمقام میرٹھ و دہلی متعدد مجلسون مین آپ کے پاس بعض اکابر معاصرین کا ذکر کیا تو آپ نے انکے حق مین یہی فرمایا کہ ہان وہ اچھا آدمی ہی ۔ اور نیک نیت ۔ ولیکن خداداد فہم نہین رکھتا ؂

طرفہ یہہ کہ ایکدن بمقام دہلی پھاٹک حبش خان کا ایچی ۔ احمد حسین صاحب کے رفیق شیخ فضل الدین صاحب سوداگر کے پاس کرایہ پر تھا) آپ میری ملاقات کے لئے تشریف لائے ۔ اور بعض مسایل مین مجھسے ہمکلام ہوئے ۔ تو رفتہ رفتہ آپکے رسالہ تراویح کے متعلق گفتگو چل نکلی اس رسالہ مین آپکا ایک یہہ دعوی تھا کہ جو خصوصیات اذکار رکوع و سجود و استفتاح نماز آپ سے مختلف احوال مین مروی ہین یہ کل یوم ہو فی شان کے مقتضیات سے ناشی ہین ان خصوصیات کا پابند وہ شخص ہو سکتا ہی جو جملہ شیون الہی سے واقف ہو ۔ چونکہ یہ بات

آنحضرت صلعم مین منحصر تھی اسلئیے پابندی ان خصوصیات کی آنحضرت کے خواص سے تھی - اس دعوی کی تکذیب و فہم جناب کے تخطیہ کے لئیے مینے بعض آئمہ تلامذہ ابو حنیفہ کا قول پیش کیا - تو آپنے اُسپر ناک چڑھائی اور یہ بات فرمائی کہ مین اُسکا مقلد نہین امام ابو حنیفہ کا مقلد ہون - اسوقت کی تقریر سے جناب کی یہ تشریح ہو رہا تھا کہ آپ سواے امام ابو حنیفہ کے کسیکے علم و فہم کے قائل نہین - اور اُنکے سواے اور ائمہ [illegible] امام ہو آپکے برابر بھی نہین سمجھتے اگر آپکو وہ دن اور وہ مذاکرہ یاد ہوگا تو اس کلمہ سے انکار آپکی قلم یا زبان مین آئیگا اسلئیے کہ اگرچہ ایکمدت سے مجھے آپکے علم و فہم کی نسبت سوء ظنی پیدا ہو گئی ہے ولیکن اب تک آپکی دیانت و پارسائی کی نسبت بدگمانی نہین ہوئی نہین نہین مین بھول گیا کچھ کچھ اسمین بھی خلل واقع ہو گیا ہے - کیونکہ رسالہ ادلہ کاملہ کو آپنے خود بنایا - اور محمود حسن صاحب کے نام سے مشتہر کرایا - شاید اسیطرح اس قول سے بھی انکار کر جائین

امام ابو یوسف یا امام محمد

خود نہ سہی - محمود حسن ہی کیطرف سے اس انکار کو مشتہر کرائین - ایسا کرینگے تو پھر مین آپکو قسم دونگا یا اور طرح اپنے بیان کا ثبوت بہم پہنچا دونگا

الحاصل یہ عجب و خود پسندی جناب ان جھوٹی باتون سے معتقدین کے پیدا ہوئی ہے - اور ان ناعاقبت اندیشون کی حُبّ و حسن اعتقادی آپکے حق مین ایک بلا ہو گئی - اسلئیے مینے آپکے علم و فہم کے اظہار کا ارادہ کیا اور پھر [illegible] دونو فریق کو انکی خطا پر متنبہ کرنا چاہا -

مین اس امر کے اظہار کا مدت سے خواہان تھا - **ولیکن** اسکا موقع نہ پاتا - جب کبھی مولانا کے خیالات و عندیات کے تعاقب کا ارادہ کرتا تو یہ مصلحتی خیال مانع ہوتا کہ تعاقب و تقابل سے تعصب پیدا ہو جاتا ہے اور خصم کا حق بھی ناحق معلوم ہوتا ہے - لہذا الکلم الصلح خیر مصالحت بہتر ہے اور مخاصمانہ رد و قدح سے خلوتی نصیحت مفید تر -

اب جو مولوی صاحب نے کمال لطف و کرم سے مجھے اپنا مخاطب بنایا - اور جو نہ کہنا تھا میرے

خطاب مین کہا تو یہ کہ اس خیال مصالحت کو اٹھا دیا
اور وہ موقع جسکا مین مدت سے مترصد تہا خود
عطا فرمایا - لہذا اب مین بے تردد اپنے اس ارادہ
کے اظہار کے لئے مستعد ہون - اور مولانا کے
علم وفہم کی تنقید کو بڑی خوشی سے حاضر - جو علم
وفہم جناب ادلہ کاملہ مین خرچ ہوا ہے اسکا اظہار
واشتہار تو ہمارے اس تحریر کا مدار ہی ہے
علاوہ بران جو علم وفہم جناب بقیہ تحریرات وتقریرات
کے ذریعے سے مبذول آفاق ہو رہا ہے اسکی
تنقید وتحقیق کے لئے بھی یہ تحریر پوری معیار
ہے - ولیکن ناظرین وسامعین مین علم وفہم کا ہونا
[illegible]
حکمت پیش نادان + بنجوانی آیدش بازیچہ در گوش
یہ **دفعات** خمسہ تو امور خارج از مقصد رسالہ
ادلہ کاملہ کے جواب مین ہین - اب **جوابات**
مقاصد رسالہ شروع ہوتے ہین - ولیکن
وہ بھی تمہید چند امور پر موقوف ہین جو بضمن
دفعہ ششم ممہد کئے جاتے ہین

دفعہ ششم جسمین چند اصول موضوعہ علوم
متعارفہ ومنوع صحیحہ کے تمہید ہی
اول عقل انسانی احکام شرعیہ مین حاکم نہین

اور حسن وقبح اشیاء عقلی وذاتی نہین اسمعنی کر کہ عقل
قبل ورود شرع اشیاء کو متعلق مدح یا مذمت
منجانب حق تعالی ٹھیراوے - یا اپنے خدا کیطرف
سے ثواب یا عذاب تجویز کر کے حکم حرمت یا وجوب
لگا دے

یہ **اصل** مولانا مخاطب کے کل تحریرات وتقریرات
کا جواب ہے کیونکہ مبنیٰ ومدار مذہب وتقریر وتحریر
جناب کا یہی حسن وقبح عقلی ہے - جملہ رسائل وتحریرات
مین آپ غالبا نقل سے تعرض نہین کرتے -
کچھ نہ کچھ عقلی وجہ نکالکر اثبات احکام کر دیتے
ہین - مینے بمقام دہلی اسی جلسہ مین جسکا ایک
[illegible] کہا کہ آپکی
تصنیفات مین یہ کیا بات ہی کہ نقل کتاب سے
کہین تعرض نہین ہوتا فقط توجیہات عقلیہ سے کام نکالا
جاتا ہی - آپنے جواب مین فرمایا کہ نقل کتاب تو وہ
شخص لاوے جو کتاب مین دیکھی - یا اپنے
پاس رکھی - مین تو بے ہتھیار سپاہی
ہون ہذا لفظہ

اور نیز یہ اصل جیسا مولانا مخاطب کے جواب مین
کار آمد وکافی ہی - ایسا ہی جناب **سید احمد**
خان صاحب نیچر آف انڈیا کے اصول مذہب نیچر

کلام کرنے کے لئے حجت وافی ہے

یہ صاحب بھی عموما بے ضبط حنفیہ اور خصوصاً حضرت قاسمیہ کیطرح عقل کو حاکم سمجھتے ہین - اور مسائل صحیحہ شرعیہ کی بحکم عقل ترمیم کر رہے ہین -

اس نظر سے اُسکی تفصیل و تطویل مین باستخاط جناب بھی مقصود ہے - وافہام و اعلام اتباع جناب جو بن دیکھے بے سمجھے آپکے اجتہادیات پر ایمان لے آئے ہین نیز مطلوب -

یہ امر بھی عرصہ تقریباً دو سال سے مرکوز خاطر فاتر تھا - لیکن یہی لحاظ جو مولانا مخاطب کے خطاب سے [illegible] علاوہ بران یہان یہ بھی لحاظ رہا - کہ آگے ہی مین ایک ہون اور میرے مخاطب ہزار بر طبق مثل مشہور ایک انار و صد بیمار - اب صدہا نیچری مذاہب کو اور کیون دشمن بناؤن - اور ہر ایک کی جوابدہی سے کسطرح عہدہ برآؤن - ولیکن جب ضرر اس مذہب کا بہت نظر آیا - اور اسکی نسبت اس لحاظ کا فائدہ کم معلوم ہوا - تو ناچار اِسکے ابطال مین کلام کرنا واجب سمجھا - اور سکوت ناجائز

ضرر مذہب نیچری

مسلمانون مین خصوصاً مسلمانان اضلاع پنجاب لاہور - جالندھر - لودہانہ - ہوشیارپور انبالہ - وغیرہ مین اس کثرت سے پہیلتا جاتا ہے کہ کس و ناکس عقل کو شریعت پر حاکم بناتا ہے جو لوگ اردو کے سوائے کسی فن مین لیاقت نہین رکھتے - وہ بھی عقل و نیچر کو احکام شرعیہ پر حاکم جانتے ہین اور برملا کہتے ہین کہ جس حکم شرعی یا خبر قرآنی کو ہم خلاف عقل پائینگے - اسپر ایمان نہ لائینگے اور جو موافق عقل پائینگے اسکو حکم خدا بتائینگے ان لوگون کا قول ہے کہ نیچر جو انکے نزدیک عقل کا رہنما و محافظ از خطا ہے خدا کا فعل ہے اور مذہب [illegible] اُسکا قول اور ایک سچے خداوند کے قول و فعل باہم مخالف نہین ہوتے -

بناءً علیہ صدہا اخبار و احکام صحیحہ شرعیہ کو ہنسی مین اُڑاتے ہین اور بیسیون احکام عقلیہ کو نیچر پر لگا کر احکام شریعت بناتے ہین - کوئی سود کو حلال تبلاتا ہے - کوئی جواز استرقاق کو شریعت سے مٹاتا ہے - کوئی تعدد نکاح کو حرام بہر زنا ٹہیراتا ہے - کوئی ٹخنے سے اونچے ازار پہننے کو ہنسی مین اُڑاتا ہے - کسیکو وجود ملائکہ سے انکار ہے کسیکو وجود جن و شیاطین مین تکرار ہے - نعیم جسمانی

حور و قصور کا ذکر سنتی ہین تو کہتی ہین کہ کیا وہ
رنڈیوں کا چکلا ہی؟ دوزخ کے آلام اور اُسکے
ملائکہ و زبانیہ کا حال سنتے ہین تو کہتے ہین۔
کیا وہ جیلخانہ یا پولیس کی حوالات ہی۔ اسکی
زیادہ تفصیل و تمثیل اسمقام مین اجنبی ہی۔ وہ پھر
کسی موقع پر وقوع مین آویگی۔ شاید اسی پرچہ
کے ضمیمہ مین وہ نکلی یا آئندہ کسی پرچہ کے
ساتھہ چھپے۔

اسمقام مین بہ طفیل مولوی محمد قاسم صاحب اطال [illegible]
بالاجمال اس مذہب کا بخوبی ہوگا۔ اور بطور
کلی و اجمال اس کے [illegible] واضح ہو جائیگا
ناظرین شائقین ملاحظہ حال مذہب قاسمیہ و نیچریہ
اس اصول کو پوری توجہ سے سنین اور سمجھین
اور جو قلت علم کے سبب اسکو خود نہ سمجھہ سکین
وہ اور اہل علم سے اسکو دریافت کرین

مضمون اصل اول مین قدیم سے اہل
اسلام کے تین قول ہین۔

اول قول معتزلہ۔ خوارج۔ شیعہ۔ کرامیہ
وغیرہ کہ عقل حسن و قبح اشیا قبل ورود شرع
سمجھتی ہی و بناء علیہ اشیا پر حکم وجوب و حرمت
ازخود لگا سکتی ہے۔

یہ لوگ کہتی ہین کہ شارع نہ بھی ہوتا۔ اور یہ افعال
پائی جاتے تو اُنپر بحکم عقل یہی احکام لگائی جاتے

دوم قول اشاعرہ کہ عقل ادراک حسن و قبح اشیا
سے بالکل بیکار ہی۔ اور حسن و قبح اشیا کا فقط
بیان شارع مدار ہے۔ جس چیز کا شارع نے حکم
دیا۔ وہ اچھی ہے جس سی منع کیا وہ بُری۔
اگر شارع بُری چیز کا حکم دیتا تو اسیکو اچھا کہا
جاتا۔

سوم قول ماتریدیہ (حنفیہ) کہ عقل نہ حاکم
ہی نہ محض بیکار۔ نہ قبل ورود شرع کسی چیز کا حسن
یا قبح سمجھ سکتی ہی۔ نہ بعد ورود شرع محض مقلد
و مسلم بیجانی ہی۔ بلکہ بعد ورود شرع یہ سمجھتی ہے،
کہ اچھی چیز مین یہ خوبی ہے۔ اسلئے شارع نے
اسکا حکم دیا۔ اور بُری مین یہ برائی۔ اس لئے
شارع نے اس سے منع کیا۔ ان اقوال و انکی
قائلین کی تفصیل علمار کو معلوم ہے اور ہمارے
اشاعۃ السنۃ نمبر (۷) جلد اول صفحہ (۱۲۹)
مین مرقوم اسلئے اسمقام مین اسپر شہادت
و نقل لانے سے تعرض نہین ہوا اور ان اقوال
سے قول حق کا احقاق و باطل کا ابطال عنقریب
آتا ہے۔ **اولاً** یہ بات معلوم کرنی چاہیئے

کہ جیسے حسن و قبح اس معنی کر مستعمل ہی جسکا ذکر
عنوان اصل اول مین ہو چکا ہی (یعنی متعلق مدح
وذم دنیاوی و ثواب و عقاب اخروی کا ہونا)
ایسا ہی استعمال اسکا اور دو معنی سے بھی مروج ہے
معنی اول یہ کہ حسن وہ ہی جو طبع یا عادت یا غرض
دنیاوی کے موافق ہو - اور قبیح وہ جو اُسکے منافی ہو
معنی دویم یہ کہ حسن وہ ہی جو صفت کمال سمجھی جاوے
جیسے علم و انصاف و رحم دلی - اور قبیح وہ جو
صفتِ نقصان شمار ہو - جیسے جہل اور ظلم اور
سنگدلی آن دو معنی کے راہ سے حسن و قبح کے
[illegible] نہین [illegible] نزاع ہین - اور [illegible]
ہمکو اسمین کلام ہے - اسلئے ہمنے معنی ثالث
کو محل نزاع ٹہیرایا ہے - اور اسیکو عنوان اصل
اول مین درج کیا ہی
جب معنی حسن و قبح کے (جو محل نزاع ہین) مقرر
ہوئے تو اب احقاق حق و ابطال باطل عمل مین
آتا ہے -
پس واضح ہو کہ قول حق ان اقوال ثلثہ سے
قول ثالث ہی جو ماتریدیہ (حنفیہ) کا قول ہی -
اور قول ثانی جسکے اشعریہ قائل ہین نیز من وجہ
صحیح ہے اور اسکے تطبیق و توفیق مذہب
حق سے ممکن و متصور اور قول اول جسکے معتزلہ وغیرہ
اہلبدعت قائل ہین سراسر باطل اور محض بے اصل
دلیل نقلی بطلان قول اول پر (جسپر ہمکو
اعتماد ہے) یہ ہے کہ اگر حسن و قبح اشیا ر
قبل ورود شرع عقل سے مفہوم ہو - اور اسپر
احکام وجوب و حرمت کا لگانا جائز تو چاہیے
کہ بدون بعثت انبیا مجرد عقل سے انسان
مکلف باحکام ہو - اور ترک ان احکام پر معذب
و ملام حالانکہ نص قرآنی اس امر کی مکذب ہے
اور قبل بعثت انبیا ء عذاب نہونیکی مثبت -
قال اللہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتی نبعث
رسولا **ترجمہ** اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
ہم کبھی عذاب کرنیوالے نہین ہین جب تک رسول
نہ بہیجین وقال تعالیٰ رسلاً مبشرین و
منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ
بعد الرسل **ترجمہ** اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی ہمنے رسول خوشخبری سنانیوالے اور ڈرانے
والے اسلئے بھیجے ہین - کہ لوگونکو رسول
پہنچنے کے بعد اللہ کے سامنے کوئی عذر
باقی نہ رہے - وہ **عذر** یہ ہے جو آیت
ذیل مین مذکور ہے قال اللہ تعالیٰ

ولو انا اهلكناهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا فنتبع اياتك من قبل ان نذل ونخزى ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ اگر ہم انکو قرآن یا اور نبی کے بھیجنے

پہلی ہلاک کر دیتی۔ تو وہ کہتی - اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیون نہ بھیجا - کہ ہم اُسکی پیروی کرتی اس سے پہلے کہ ہم دنیا مین ذلیل ہون اور آخرت مین خوار اور اس مضمون کی آیات قرآن مجید مین اور بہت ہین اور علمای اسلام نے حسن و قبح عقلی کے ابطال پر انسے استدلال کیا ہی

قال الآمدی فی الاحکام

احتجت الاشاعرة بالمنقول والمعقول اما المنقول فقوله تعالى وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا ووجه الدلالة منه انه آمن من العذاب قبل بعثة الرسول وذلك يستلزم انتفاء الوجوب والحرمة قبل البعثة والا لما امن من العذاب بتقدير ترك الواجب وفعل الحرام اذ هو لازم لهما وايضا قوله تعالى لئلا يكون للناس حجة بعد الرسل ومفهومه يدل على الاحتجاج قبل البعثة ويلزم من ذلك نفي الواجب والمحرم

امام آمدی نے کتاب احکام مین کہا ہی اشعریون نے اپنے مذہب پر نقلی و عقلی دلیل قائم کی ہے۔ نقلی یہ قول اللہ تعالے کا ہی ہم عذاب کرنیوالے نہین جتبک رسول نہ بھیجین - وجہ دلالت اس آیت کی اس نتیجہ پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل رسول بھیجنے کے عذاب کرنے سے امن دیا اس سے لازم آیا کہ قبل رسول بھیجنے کے واجب و حرام کا وجود نہین ہے - اسلئے کہ درصورت ترک واجب و فعل حرام کے عذاب سی امن نہوتا - اسلئے کہ ترک واجب و فعل حرام کو عذاب لازم ہے اور نیز یہ قول اللہ تعالے کا کہ اللہ تعالی نے رسول اسلئے بھیجے ہین کہ لوگونکو بعد بھیج جانے رسولونکی جای کلام نرہے اس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ قبل رسول بھیجنے کے انکو جای عذر و کلام ہی اور اس سی وجود

قال البغوی فی تفسیر الآیة الاولی

وفیه دلیل علی ان ما وجب وجب

بالسمع لا بالعقل

وفی تفسیر الآیة الثانیة فیه دلیل علی

ان الله تعالی لا یعذب الخلق قبل بعثة

الرسول قال الله تعالی وما کنا معذبین حتی

نبعث رسولا

وقال البیضاوی فی تفسیر الآیة الاولی

فیه دلیل علی انه لا وجوب قبل الشرع

وفی تفسیر الآیة [illegible] علی

ان بعثة الانبیاء الی الناس ضرورة

لقصور الکل عن ادراک جزئیات

المصالح والاکثر عن ادراک

کلیاتها

وقال الشوکانی فی تفسیر الآیة الاولی

فبین سبحانه وتعالی انه لم یترکهم سدی

ولا اخذهم قبل اقامة الحجة علیهم و

الظاهر لا یعذبهم لا فی الدنیا

ولا فی الآخرة الا بعد الاعذار

الیهم وبارسال الرسل

واجب وحرام کی نفی لازم آتی ہے

بغوی نے پہلی آیت کی تفسیر مین کہا ہے - اسمین

اسبات پر دلیل ہی کہ جو واجب ہی شریعت سی واجب ہی

عقل سے واجب نہین

اور دوسری آیت کی تفسیر مین کہا اسمین یہ دلیل ہی کہ اللہ

تعالی مخلوق کو رسول بھیجنے کے پہلے عذاب نکریگا -

خدا تعالے یہ فرماتا ہی ہم کبھی عذاب نہین کرتے جبتک

رسول نہ بھیجین

بیضاوی نے پہلی آیت کی تفسیر مین کہا ہی - اسمین

اسبات پر دلیل ہی کہ قبل ورود شرع وجوب کا وجود نہین

[illegible] ہی - اسمین اسبات پر

تنبیہ ہی کہ رسولونکا لوگونکے طرف بھیجنا ضروری ہے

کیونکہ جزئیات (فروعات) احکام کے ادراک سے

سب عقلاء قاصر و عاجز ہین - اور کلیات (اصول)

کے ادراک سے اکثر عقلاء

شوکانی نے پہلی آیت کی تفسیر مین کہا ہی - کہ اللہ تعالے

نے اسمین یہ بیان کیا ہی کہ اللہ تعالی نے انکو بیکار

نہین چھوڑا - اور نہ قبل اقامت حجت (یعنے بھیجنے

رسولون کے) انپر مواخذہ کیا ہی - اور ظاہر معنی

آئت کے یہ ہین کہ دنیا و آخرت دونو جہان میز

انکو عذاب نکرے جبتک انکا عذر دور نکرلے اور

فيه قالت طائفة من اهل العلم وذهب الجمهور الى ان المنفى ههنا هو عذاب الدنيا لا عذاب الآخرة

وفيه دليل على ان ما وجب انما وجب بالسمع لا بالعقل

وفى تفسير الآية الثانية وفيه دليل على انه لو لم يبعث الرسل لكان للناس عليه حجة فى ترك التوحيد والطاعة وعلى ان الله لا يعذب الخلق قبل بعثة الرسل كما قال وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا

وفيه حجة لاهل السنة على ان معرفة الله لا يثبت الا بالسمع

وفى تفسير الآية الثالثة وقد قطع الله معذرة هولاء الكفرة بارسال الرسول اليهم قبل اهلاكهم ولهذا حكى الله عنهم انهم قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شى -

رسول نہ بھیجدے

یہی معنی ایک جماعت اہل علم نے کئے ہین - اور اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ یہان جس عذاب کی نفی ہے وہ عذاب دنیا ہے نہ عذاب آخرت

اس آیت مین اسبات پر دلیل ہے کہ جو واجب ہوا وہ شرع سے واجب ہوا نہ عقل سے

اور دوسری آیت کی تفسیر مین کہا ہے - اسمین اس مسئلہ کی دلیل ہے - کہ اگر اللہ تعالی رسول نہ بھیجتا تو لوگونکو توحید وطاعت الہی چھوڑ دینے مین خدا کے سامنے عذر باقی رہتا - اور اسبات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالے لوگونکو رسول بھیجنے سے پہلے عذاب نہین کرتا چنانچہ فرمایا ہے ہم کبھی عذاب کرنیوالے نہین جبتک رسول نہ بھیجین

اسمین اسبات کی بھی سند ہے کہ اللہ تعالی کی معرفت بھی (جیسے کہ چاہیے) شرع کے سوائے حاصل نہین ہوتی -

اور تیسری آئت کی تفسیر مین کہا ہے - اللہ تعالے نے قبل ہلاک کرنے کفار کے رسول بھیجکر انکا عذر دفع کر دیا - اسیواسطے ان سے یہ حکائیت کی ہے کہ وہ اقرار کرینگے کہ بیشک ہمارے پاس رسول آیا - پر ہمنے اسکو جھٹلایا اور کہا خدا نے کچھ بھی نہین اتارا -

معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح عقلی اُن آیات کے جوابات مین یہ کہتے ہین (۱) لفظ رسول سے مراد یہان عقل ہے اسلئے کہ وہ بھی ایک ہادی وسچا رسول ہے (۲) جس عذاب کے قبل رسول پہنچنے کے اِن آیات مین نفی ہے - اس سے مراد عذاب دنیاوی ہے - اور دنیاوی عذاب کے نہونیسے اخروی عذاب کا نہونا لازم نہین آتا -

انکا جواب یہ ہے

(۱) رسول عقل کے پہنچنے سے پہلے تو کسیکی معذب ہونیکا خوف واحتمال نہ تہا - پہر اللہ تعالے نے اس سے اپنی برارت کیون کی - اور بندون کو اس سے تسلی کیون دی - یہ عذر یا اعتراض تو کسی کی جانب سے متوقع تہا کہ [illegible] رسول عقل نہین پہنچا - ہمنے جنون یا صغر سنی مین زمانہ بسر کیا - پہر ہمکو واجب عقلی کے ترک پر کیون معذب کیا - یا انہیہ یہ قول اللہ تعالے نے کیون فرمایا - اور کس عذر یا اعتراض کا اس سے ازالہ کیا؟ اور نیز جس عذر وحجت کے ازالہ کے لیئے اللہ تعالے نے دوسری آیت نازل فرمائی ہے اسمین رسول عقلی کے نہ پہنچنے کا ذکر نہین - بلکہ اس رسول کا ذکر ہے جسپر وحی نازل ہوئی - اور قرآن اترا اور

اسکو لوگون نے جھٹلایا چنانچہ تیسری آیہ کا صریح ہے

(۲) جس عذاب کی رسول پہنچنے سے پہلے نفی ہے اسکو عذاب دنیا سے خاص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے اور بلا وجہ ابطال اطلاق نص ومع ذلک وہ بیفائدہ ہے ومحض عبث - اسلئے [illegible] عذاب آخرت کا ہونا یقینا سمجھا جاتا ہے اور یہ اسکو لازم نظر آتا ہے اسلئے کہ عذاب دنیا بہ نسبت عذاب آخرت خفیف ہے اور ادنیٰ ہون - اور عذاب آخرت اسکی نسبت شدید ہے وسخت تر - اور جبکہ رسول پہنچنے سے پہلے عذاب ادنیٰ ہون کی نفی ان آیات سے متیقن ہے تو عذاب شدید کی نفی بطریق اولیٰ متیقن ہونی چاہیئے - یا یون کہو کہ جسحالت مین بمنطوق آیات مذکورہ رسول پہنچنے سے پہلے ترک واجب عقلی پر عذاب دنیا کا ہونا غیر متصور ہے تو عذاب آخرت کا ہونا کب متصور ہے

اور اس خداوند رحیم عادل کی یہ کب شان
ہے کہ قبل ارسال رسل و اقامت حجت دنیا میں
تو بندوں کو معافی دے - اور آخرت میں گرفتار عذاب
کرے - لاجرم عذاب دنیا کی نفی کو عذاب آخرت
کی نفی لازم ہے - اور وہ تخصیص بلا مخصص مفقود
عبث ہے و کالعدم -

یہ دلائل تو اسکے لئے ہیں جو قرآن کو مانتے
اور انبیاء کو برحق جانتے - یعنی فریق اہل سنت
اور انکے مقابل معتزلہ و خوارج اہل بدعت - یا مسلمانوں
میں سے نیچری مذہب کے لئے - رہے وہ لوگ جو قرآن
کو نہیں مانتے اور نیک و بد کی عقل تمیز کے لئے
رسالت کو ضروری نہیں جانتے جیسے برہم [illegible]
یا اصلی نیچرل اسٹ ہیں جنکا ایک شعبہ ہمارے مسلمان
بھائیوں میں آملا ہے) سو انکا افہام یا افحام اکثر
دلائل عقلیہ سے ہوگا جنکو بطور الزام پیش کیا
جاتا ہے -

دلائل عقلیہ بطلان قول اول پر (جنکا ذکر
بطور الزام ہے نہ بوجہ تحقیق و التزام) یہ ہیں جو
نمبروار پیش ہوتے ہیں -

دلیل اول عدم وجدان دلیل یعنی عقل کے مثبت
احکام و مدرک حسن و قبح ہونے پر کسی دلیل کا پایا نہ جانا

تفصیل اسکی یہ ہے کہ ادلہ ثبوت مسائل دو عادة
دو ہی قسم ہوتے ہیں **عقلی یا نقلی** - اور یہ
عقل کے مثبت و مدرک ہونے میں دونو قسم دلائل کا
وجود نہیں - یا یوں کہئے کہ دونو سے اثبات
اس مسئلہ کا ممکن نہیں -

دلائل عقلیہ سے اسلئے ممکن نہیں کہ عقل کا مثبت
احکام ہونا تو عین محل نزاع ہے - اور اصل
دعوی - پس اسی کے اثبات کے لئے اسیکا
دلیل ہونا کیونکر ممکن ہے -

دلائل نقلیہ سے اس لئے ممکن نہیں کہ نقلی
دلیل کوئی اسباب میں ثابت نہیں جس سے
عقل کا مثبت احکام و مدرک ہونا صراحةً یقینی [illegible]
معلوم ہو - اور اگر بالفرض کوئی دلیل ظناً یا
یا اشارةً اسپر دلالت بھی کرے تو وہ ثبوت
محل نزاع کیواسطے کافی نہیں -
نزاع ادراک حسن و قبح اشیاء میں قبل ورود
شرع و نقل کے ہے پس اسکا اثبات شرع سے
قبل وجود شرع کیونکر ہو سکتا ہے یعنی جسوقت شرع
نہ تھی اسوقت ثبوت اس مسئلہ کا بدست آویز
شرع کیونکر ممکن تھا -
فملاحظته وقوته احسن واصرح مما قاله

الآمدی فی الاحکام حیث قال واما من
جہۃ المعقول فلان ثبوت الحکم اما بالشرع
او بالعقل بالاجماع ولا شرع قبل ورود
الشرع والعقل فغیر موجب ولا محرم لما
سبق فی المسئلۃ المتقدمۃ فلا حکم

ترجمہ اسکا وہی ہی جو ہمارے بیان مین گذرا
دلیل دوم عقل انسانی (جس سی ہم جملہ افراد
انسان کی عقل مراد رکھتی ہین) اور اک حسن وقبح
اشیار مین مختلف ہی - ایک انسان ایک چیز کو
اچھا سمجھتا ہی [illegible]
[illegible]
ایک وقت مین ایک چیز کو اچھا سمجھتا ہی - دوسرے
وقت مین برا -

ہم ایسی باتو نمین اختلاف عقل کا ذکر نہین کرتا جو
شاذونادر ہوتے ہین - اور ہر ایک عاقل کی عقل
یا خیال یا بتاؤ مین نہین آتین - بلکہ ایسی باتو نمیں
اختلاف کا مدعی ہون جنکی طرف سب عقلار کی
توجہ ہے اور ہر ایک کی بحث ہورہی ہے -
پھر وہان اتفاق رائے عقلار کا پتہ نہین
دیکھو وجود عالم یا وجود خالق یا توحید خالق
غرا سمۂ ہماری تمہاری عقل کی روسے کیسے
فطریات یا بدیہیات یا یقینیات نظریات سی ہین

مگر کئی جماعات عقلار کو اسمین بھی اختلاف ہی
سوفسطائیہ وجود عالم ہی کے منکر ہین اور
ہر چیز کو محض خیال اور وہم بتلاتے ہین -
دھریہ وجود خالق کے منکر ہین - اور عالم
کو مستغنی از خالق جانتے ہین -
مجوس وغیرہ توحید ذات باری کے منکر ہین
اور تعدد خالق کے قائل - ایک کو خالق خیر
سمجھ بیٹھے ہین دوسرے کو خالق شر -
اور توحید صفات مین اس سے زیادہ اختلاف ہے
اور [illegible] سے بڑھکر -
جب ایسی یقینیات مین آرار عقلاء موجود ہے تو
بنار علیہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ عالم کی کسی چیز مین
اتفاقِ عقلاء کا وجود نہین اور کوئی چیز اختلاف
سے خالی نہین ہی - یہ تو ادراک واقعات وحقائق
موجودات مین عقل کا اختلاف ہی -
رہا اختلاف ادراک صفت حسن وقبح موجودات مین
سو محتاج بیان نہین -
روی زمین کے مختلف اشخاص اس حسن وقبح مین
مختلف ومتناقض خیالات رکھتی ہین - اور صدہا
مذاہب عقلیہ اسی اختلاف سی پیدا ہوئے ہین
کوئی توحید عبادت کو برا سمجھتا ہی - اور جعل

الا لهة الها واحدا ان هذا لشیٔ عجاب
پکارتا ہی - کوئی اسکی نقیض اشراک کو برا خیال کرتا ہے
کوئی انسان سے ادعاء رسالت برا سمجھتا ہی - وما انتم
الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیٔ ان انتم
الا تکذبون کا دم مارتا ہے - کوئی اُسکے
خلاف پر ہے
باوجودیکہ یہ سب عقلاء ہین اور جو کہتے ہین حکم
عقل کہتے ہین -
مجھے اسمقام کے مناسب ایک لطیف حکایت
یاد آئی ہے جو مینے بزمانہ طالب العلمی سنہ ۸۲ یا
۸۳ ہجری مین سید احمد خانصاحب
کی [illegible]
[illegible]
مین ایکدن سید احمد خانصاحب کے مکان پر مولوی
فیض الحسن صاحب سہارنپوری کے پاس
بیٹھا تھا ناگاہ سید احمد خانصاحب اپنے کمرہ سے تشریف
لائے اور یہ کلمہ (کہ بدون اتباع پیغمبر پوری توحید
کی راہ پر چلنا دشوار ہی) فرما کر کسی کتاب
تواریخ سے یہ حکائت نقل کی کہ افلاطون (یا
ارسطو) نے مرنے کیوقت یہ وصیت کی تھی
کہ فلانے بُت کے نام میری طرف سے ایک مرغا
ذبح کرنا "

یعنی طائر عقل کا یہانتک پرواز ہی - اور توحید
جیسے روشن اشیاء مین اتنی بڑی عقلاء کی یہ
روش و انداز - جب ادراک عقل کی یہ قوت
و جولانی ہے - تو وہ حسن و قبح کے سچے ودا قعے
مدرک و حسن و قبیح احکام کی اصلی حاکم کیونکر ہو سکتی
ہے -
یہ ہو تو اجتماع نقیضین لازم آوے جو قائلین
حسن و قبح عقل کے نزدیک محال ہی - یا حسن
و قبح کا وجود جہان سے اُٹھہ جاوے جسکا
خلاف اصل مسئلہ مین مفروض ہی -
اس دلیل (دوم) کا مضمون سید احمد خانصاحب
[illegible]
[illegible]
اور اسی کی مدد سے وہ زعم خود نبوت کا ثبوت بہم پہنچاتے
ہین -
اسمقام مین نقل کرنا کلام جناب کا افہام اتباع
جناب کے لئے مناسب سمجھتا ہون - اور جس امر مین
ہماری آپسے نزاع ہے اسمین جناب کو الزام دینے
کے لئے اسکو کار آمد دیکھتا ہون -
آپ بضمن پرچہ نمبر ۲ جلد ۶ فرماتے ہین -

مضمون نمبر ۲۰۳

کانشنس

کانشنس نس یعنی وہ قوت ممیزہ جو خدانے ہر ایک انسان کے دل مین پیدا کی ہی اور جو نیک و بد مین تمیز کرتی ہی - انسان کے لئے سچی ہادی اور اصلی پیغمبر ہے -

یہ وہ مسئلہ ہی جسپر اس زمانہ کے آزاد منش اور انسان کو مختار اپنے افعال کا ماننے والے اپنی مذہب یا شرع کا اصل اصول قرار دیتے ہین - مگر درحقیقت یہ مسئلہ ایک بہت بڑا دہوکا ہی -

کیا کانشنس نس کوئی ایک جدا قوت ہی جو انسان مین جداگانہ اسکی ہدائت کے لئے خدانے پیدا کی ہے [illegible] اسکا [illegible] نہین - اور اگر [illegible] بھی کرلین تو اس سے کوئی نتیجہ سچی ہدائت اور اصلی رہنمائی کا نہین - کانشنس نہائت عمدہ چیز ہے اور انسان کو برائی سے بچانے اور بہلائی کیطرف راغب کرنیکو بہت اچہا رہنما ہی -

مگر درحقیقت وہ ایک حالت انسان کی طبیعت کی ہے - اور اسکی تربیت کا ایک نتیجہ ہی - پس فی نفسہ وہ کوئی چیز نہین بلکہ تربیت سے یا خیالات سے جو کیفیت انسان کی طبیعت مین پیدا ہوتی ہی اُسکا یہ نام ہے -

اگر فی الواقع وہ ایک قوت رہنمائی کے لئے منزلہ ایک پیغمبر کے انسان مین ہو تو ضرور ہے کہ وہ تمام انسانون کے لئے یکسان رہنما ہو - یعنی جس بات کو ایک انسان نیک سمجھے اُسکو تمام انسان نیک سمجھین - اور جس بات کو ایک انسان بد جانے وہ سب انسانون کے نزدیک بد ہو - مگر کانشنس انسانون کو مختلف بلکہ متضاد بلکہ نقیض باتون کی طرف رہنمائی کرتا ہی اور وہ دونون سچی ہدائتین نہین ہوسکتین -

اس شبہ کی نسبت کہ ان متناقض کانشنسون مین ایک غلط اور صرف دہوکا ہوگا ہنہری [illegible] بالکل [illegible] بات کہی ہی کہ ایسی حالت مین "ہم پوچہینگے کہ وہ کونسی چیز ہے جو صحیح اور غلط یا سچی اور جہوٹی کانشنس مین تمیز کرتی ہی" یہ کہا جاسکتا ہی کہ ہر ایک انسان فی نفسہ ایک جداگانہ مخلوق ہی - اور ہر ایک کا پیغمبر یعنی اُسکا کانشنس خود اُسکے ساتھہ ہے اور اسلئے مجموعی اتحاد کانشنس کی کچھ ضرورت نہین ہی - بلکہ ہر ایک کو اپنے پیغمبر کی ہدایت پر چلنا چاہئے - تو یہ کہنا بھی درست نہوگا - کیونکہ ابھی تک یہ ثابت نہین ہوا ہی کہ کانشنس درحقیقت ایک جداگانہ مخلوق قوت انسان

کی رہنمائی کے لئے ہے - بلکہ ابھی تک جو
معلوم ہوا ہی وہ یہ ہی کہ وہ طبیعت کی ایک
حالت ہی - اور اگر یہ بات ہی تو بقول سٹربکل
کے بحث ختم ہو گئی "
علاوہ اسکے جبکہ ہر ایک کا کانشنس اسکا رہنما
پیغمبر ٹھہیرا - اور ایک دوسرے کے کانشنس میز
اختلاف و تناقض کا وجود بالیقین پایا گیا -
توان دونو کا صحیح ہونا بھی جو ایک دوسرے
کے نقیض ہین ضرور ماننا پڑیگا - شاید اُنکا
تناقض نسبت یا حیثیت کی مدد سے رفع کیا جاویگا
اور یون کہا جاویگا - کہ رام دین کا مہادیو
کی [illegible]
کانشنس اسکو نیک بتاتا ہی - اور محمود غزنوی
کا سومنات کی بت کو توڑنا اسلئے نیک ہی کہ
اسکا کانشنس اسکو نیک بتاتا ہی تو اسکے یہ معنے
ہونگے کہ دنیا مین درحقیقت نیک و بد کوئی چیز
نہین ہی بلکہ صرف خیال ہی خیال ہی - کوئی
اہل مذہب تو یہودی ہو یا عیسائی - مسلمان ہو،
یا ہندو - بدھست ہو یا برہمو - اسبات کو تسلیم
نہین کریگا - باقی رہا دہریہ - وہ بھی اسبات کو
قبول نہین کر سکتا - کیونکہ بالفرض اگر ثواب

و عقاب ایک شئی معدوم ہو تو بھی خود دہریہ اس
دنیا مین بیہودہ باتین بتاتا ہی جو کرنے اور
نہ کرنے کے قابل ہین - اور انہین کو ہم دوسرے
لفظون مین نیک و بد سے یا ممنوع و جائز سے
تعبیر کرتے ہین -
قطع نظر اسکے اگر ایک شخص کا کانشنس ہمیشہ ایک
ہی حال پر رہتا تو بھی یقین ہو سکتا کہ اُسکا پیغمبر اُسمین
ہی مگر وہ ایک حالت پر بھی نہین رہتا - عمر کے
لحاظ سے تجربہ کی ترقی سے صحبت کے اثر سے
معلومات کے بڑہنے سے خیالات کے تبدیل ہونے سے
بالکل بدلتا رہتا ہے - مسلمان کا عیسائی ہونے
پر [illegible]
عیسائی کا برہمو ہونے پر برہمو کا دہریہ ہونے پر
کانشنس بالکل بدل جاتا ہے - اور وہ پہلے کو
جسکی سچائی پر یقین کامل رکھتا تھا بالکل غلط
اور جھوٹا سمجھتا ہے - بس یہ صاف دلیل اسبات کی
ہی کہ انسان کا کانشنس اسکا پیغمبر اور سچا رہنما نہین
ہو سکتا - بقول سٹربکل صاحب کے کہ " اگر بعض
باتو نمین کانشنس ہمکو دھوکا دیتا ہی تو کیونکر
یقین ہو سکتا ہی کہ اور باتو نمین دھوکا نہ دیگا "
بس صحیح اور غلط کانشنس مین تمیز کرنے کو

کو دوسری کسی چیز کا ہونا لازم ضرور ہے
یا اس مطلب کو یون ادا کرو کہ ہمارے لئے
کسی ایسی دوسری چیز کا ہونا ضرور ہی جسکے
سبب ہمارا کانشنس یعنی ہماری طبیعت کی
حالت ایسی ہو جاوے کہ ہمارے سچی رہنما
اور بمنزلہ سچے پیغمبر کے ہو۔

یہ ملفوظہ کلام جناب ہی۔ اسکے بعد جو آپنے
اسپر ثبوت نبوت کو متفرع کیا ہے اسکا خلاصہ
نقل کیا جاتا ہی۔ ایک سوال آپنے اس عنوان
[illegible]
ہماری طبیعت کی حالت ایسی کیونکر ہو جو
دھوکہ ندی،، پھر اسکا جواب امور ذیل
کے ضمن مین ادا کیا۔

(۱) انسان اور حیوانات کی نسبت علمی و روحانی
ترقی کی لیاقت رکھتا ہی۔

(۲) انسان کی روحانی ترقی صحیح اخلاق
یا مذہب کے پیدا کرنیسے ہو سکتی ہی۔

(۳) اخلاق یا مذہب کا صحیح و سچا ہونا قانون
قدرت جسمین ذرہ اختلاف نہین وہ چھوٹے
سے لیکر چھوٹے مین بھی ایسا ہی جیسا بڑی پہاڑ مین اُسمین
فکر کرنے اور ان اخلاق کو اسکے مطابق کرنے سے

ہو سکتا ہی۔

(۴) بوجہ مذکور صحیح اخلاق یا مذہب کے
پیدا ہونیسے انسان کی طبیعت ایسی حالت پر
ہو سکتی ہی جو اسکو دھوکہ ندے۔

پھر یہ عنوان قائم کیا ہی۔ **انسان کی طبیعت کو ایسی حالت پر کرنیکے لئی جو کبھی دھوکا نہ دی ہادی کا ہونا ضرور ہی جسکو ہم دوسری زبان مین نبی یا پیغمبر یا رسول کہتے ہین،،** اسکا ثبوت بضمن امور ذیل
بیشک کیا ہی [illegible]

(۱) بیشک قانون قدرت مطالعہ و غور سے اخلاق
صحیحہ کا پیدا ہونا ممکن و متحقق ہی۔ ولیکن ایسی لوگ
جو مجرد فکر و غور سے مطلب کو پہنچین صدیون در
صدیون مین کم ہوئے ہین۔
لابد حکمت الٰہی اس امر کی مقتضی ہی کہ وقتاً فوقتاً ایسے
لوگونکو بھی پیدا کرے کہ اخلاق صحیحہ کے علم و بیان
کا وہبی ملکہ رکھین اور اپنی فطرت و جبلت سے
اُن اخلاق تک واصل ہون اور بیان کرین۔

(۲) پہلا شخص جو قانون قدرت مین فکر و غور
کرنیسے اخلاق صحیحہ کو پہنچتا ہی۔ وہ
اپنے وصول مین مشتبہ رہتا ہی کہ پہنچا ہی

یا نہین - اور دوسرا جو وہبی ملکہ دیا گیا ہی یقینا واصل ہو جاتا ہی -

اور نیز پہلا شخص اپنی اصطلاحات غوامض پر عوام کو مطلع نہین کر سکتا - اور دوسرا اپنی وہبی تعلیم کو عامہ خلائق تک پہنچا سکتا ہی - ان دو وجہ فرق سی لائق منصب رہنمائی عامہ خلائق وہی دوسرا شخص ہے جسکو پیغمبر کہا جاتا ہی

(۳) پہلا شخص گو پیغمبر نہین اور نہ وہ اس منصب کے لائق ہے ولیکن جو پیغمبرون نے اخلاق صحیحہ بیان [illegible] وہ دریافت کر سکتا ہے -

اس امر سوم کی تائید مین آپنے یہ بھی کہا ہے ہمارا یہ اصول نہایت جچا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہی مکلف ہوا ہے پس جس بات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ فہم انسانی سے خارج نہو - ورنہ معلول کا وجود بغیر علت کے لازم آتا ہے جو محال وممتنع ہی - پس جن اخلاق کے پکڑنے اور چھوڑنے پر انسان مکلف ہی وہ ضرور عقل انسانی سے خارج نہین پس کسی شخص کا بذریعہ اکتساب کے انکو یا انمین سے بعض کو پا لینا نہ منافی ہدائت کی ہی نہ منافی رسالت کے اور یہی سبب ہے کہ متعدد اقوال اور اصول بعض حکماء کے بالکل مطابق اقوال واصول انبیاء کے پائے جاتے ہین اور ان باتون سے انبیاء کی نبوت کے زیادہ تر تقویت ہوتی ہے - ہان ان نازک معاملون مین تدبر درکار ہے " -

پھر ایک سوال اس عنوان کا وارد کیا ہی "اگر ایسی ہم دیو نکا ہونا ضرور ہی تو انکی تصدیق کی کیا صورت ہے؟ اسکے جواب مین آپنے مخاطبین انبیاء کو چار قسم ٹھیرایا ہی اول وہ جو قانون قدرت پر کلا وجزرا مطلع ہین - دوم وہ جو انجو اطلاع نہین رکھتے مگر سمجھانے سی سمجھ جانے کا ملکہ رکھتی اور سمجھ جاتے ہین

سوم وہ جنمین یہ ملکہ بھی نہین ولیکن جبلی استقامت وسداوت کے سبب حق بات کو مان لیتی ہین -

چہارم وہ جو سمجھ بوجھ رکھتی ہین - پھر دیدہ دانستہ غرور یا شرم یا نفسانیت سے نہین مانتی - جیسے ابو جہل پھر کہا - آن فرقون

ہین اس سوال پر بحث کرنے والے وہی لوگ
ہوسکتی ہین جو پہلے اور چوتھے یا دوسرے
فرقہ مین داخل ہین - اور آخر ہم اس سوال کا
یہ جواب دیتے ہین کہ اس ہادی کی نصیحتونکا
ہم قانون قدرت سے مقابلہ کرینگے -
اور بقدر اس زمانہ کے علم وعقل وتجربہ کے
اُن دونون کے اصولونکو تلاش کرینگے جو
ابتدائً یا بعد سمجھنے وسمجھانے کے دریافت
ہوئے ہین - اگر مطابقت پاوینگے تو تمیز
کرینگے کہ بلاشبہ وہ ہادی سے
ہمارا آخر ... مقصد ... [illegible]
اس کلام سے جو ہماری دلیل دوم کی تائید
وتصدیق ہورہی ہے سو عیان ہے -
اور جو اس سے کانشنس (یعنی عقل انسانی)
کا بدون رہنمائی ہادی کے واقعی ادراک
حسن وقبح اشیا سے عاجز ہونا ثابت ہوتا
ہے وہ مستغنی از بیان ہے -
ومع ذلک اسکو اس سے کچھ تخالف بھی
ہے - اور وہی فیما بین ہمارے اور آپکے
موجب نزاع واختلاف ہی اور اسی سے
تعرض کرنے کے لئے ہمنے اس تمام

کلام کو نقل کیا ہی -
وہ یہ ہی کہ آپنے باوجود اثبات اس امر کے
کہ عقل انسانی واقعی ادراک حسن وقبح اشیا سے
عاجز ہے اور بدون رہنما ہادی کے
وہ بیکار ہے - اور دہوکہ دینے کے سبب
وہ بے اعتبار - پہر اسی عاجز دہوکہ باز کو
اس ہادی کا ممتحن کلی بنادیا - اور اس ہادی
کی تعلیم (صحیح اخلاق) کی سچائی کا معیار
اسی خطا کار کو ٹہیرایا -
ہمارے نزدیک یہ ... بڑی غلطی ... [illegible]
[illegible]
عقل انسانی اس ڈیوٹی یا عہدہ کے لائق
نہین -
او خویشتن گم است کرا رہبری کند
ہماری مراد اس سے یہ نہین کہ سچے ہادی
کی تعلیم قانون قدرت کے موافق نہین ہوتی
یا اسکی کوئی بات عقل مین نہین آتی -
بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ عقل انسانی اس گمراہی
ونارسائی کے ساتہہ (جسکے آپ معترف
ہین) اس داروغائی کے لائق
نہین کہ جس بات کو ہادی کہے وہ قانون
قدرت کے موافق سمجھے اسکو سچ مانے

اور جو اسکی سمجھہ مین نہ آوے اسکو جھوٹ جانے۔
اس دار و خائی کے لائق وہ تب ہوئے جبکہ جملہ (۱)
حقایق کے واقعی ادراک مین وہ پاس ہو جاتے
اور عجز و خطا سے بری سمجھے جاتی - یا یہ کہ قانون (۲)
قدرت کی کتاب کوئی ایسی بن جاتی - جسمین
عقل کے فہم و ادراک کی مداخلت نہوتی -
اور اسمین عقل کی اس تصرف دہوکہ بازی
کی گنجائش نرہتی - کہ جس امر کو وہ چاہی اس
قانون کے موافق بتاوے - جسکو چاہے
خلاف قانون ٹھیراوے -

اور جس حالتمین نہ عقل نے وہ درجہ پاس کیا ہے
[illegible]
نہ قانون قدرت کی کوئی ایسی کتاب بنی ہے
تو ایسے بدلیاقت یا بدیانت کو ایسی نازک عہدہ
پر مامور کرنا اور ایسے مجمل و مبہم ذو معانی کتاب کو
اسکے لئے دستور القضاء (قانون فیصلہ) ٹہیرا دینا
کب جائز ہے - جس نے اس عہدہ پر مامور ہونے
سے پہلے دہوکہ بازی و جعلسازی کی - اس
اس عہدہ کے فرائض و فیصلجات مین دہوکہ
بازی نہو گی؟ اور وہ بات سٹریکل کی
کہ اگر بعض باتون مین کانشنس ہمکو دہوکہ
دیتا ہی تو کیونکر یقین ہو سکتا ہی کہ اور باتو نمیز
دہوکہ ندیگا - یہان صادق نہ آوے گی؟
یہ بات تو ہماری آپ کی مانی منائی ہوئے
ہے - اور اسمین بحث و نزاع کی جگہہ باقی نہین رہی:
رہی دوسری بات کہ قانون قدرت مین ایسے
کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی جسمین عقل
کی مداخلت یا دہوکہ دہی کی گنجائش نہو - سو یہی
بحکم انصاف و مشاہدہ محل نزاع و اشتباہ نہین ہے:
قانون قدرت اسی نظام عالم اور اسکی
بناوٹ کا نام ہے جسکو عقل انسانی کچھہ سمجھ
رہی ہے - کہ آسمان کی یہ حقیقت ہے اور زمین
کی - انسان کی یہ ماہیت و خواص ہین -
[illegible]
اور حیوان کے یہ و علی ہذا القیاس
اور اس مجموعہ حقائق و خواص اشیاء کے
بیان مین حقتعالے نے کوئی کتاب نہین بنا دی
جسمین ان سب کی تشریح ہو اور نہ اشیاء کو زبان
قال دی ہے جس سے ہر ایک چیز اپنی اپنی حقایق
و تاثیرات و صفات کے مظہر و مبین ہو - بلکہ
انکی حقائق و صفات کا تعین و تقرر ہر کسی نے
اپنی عقل سے کیا ہے - اور جو کچھہ کسیکی سمجھہ مین
آیا ہے اسیکو اسنے قانون قدرت یا دیوان فطرت
(جو آپکے ہان نیچر کہلاتا ہے) ٹھیرا دیا ہے -

یہی وجہ ہے کہ جسقدر عقول وادراکات عقلاء مین اختلاف ہی - اسیقدر تشریح قانون قدرت مین اختلاف ہی اور اس قانون کا حال سوم کی ناک یا اندہی کے ہاتھی کا سا ہو رہا ہے

کوئی کہتا ہی وجود آسمان جسمانی ہی)

کوئی کہتا ہی محض خیال و وہمانی ہی -

کوئی سورج چاند وغیرہ ستارونکی حرکت کا قائل ہے -

کوئی برخلاف اسکے حرکت زمین کیطرف مائل ہے

کوئی اگر [illegible]

ہیولے عناصر کے سبب جائز سمجھتا ہی

کوئی ان سبہ کو محال و خلاف نیچر خیال کرتا ہی وبنا برعلیہ معجزات انبیاء کو باطل کر رہا ہی -

وعلی ہذا القیاس -

یہ اختلاف عوام الناس و جہلاء مین نہین جنکو آپ عقل سی عتری ٹھیرا وین - یا نوع انسان سے خارج کر وین بلکہ خاص کر ان عقلاء مین ہے جنکو آپ حکماء بتلاتے ہین اور ادراک حقائق و حکم مین ہمسر انبیا فرماتے ہین - اور قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین

تفصیل اقوال اختلافات ان لوگونکی کی کتب فلسفہ و کلام مین ہر قوم ہی وعلماء کو بخوبی معلوم - ولیکن چونکہ اتباع جناب غالباً علم فلسفہ و مذاہب حکماء سے بیخبر ہین - اسیوجہ سے آپکو غواص بحر حکمت سمجھتے ہین اور ان قانون ہین (جو آپنے فلسفیونکی تقلید سی کہہ رکھی ہین) مجدد و مجتہد خیال کرتے ہین - اسلیئے وہ میری ان باتونکو بدون تفصیل نمانینگے - اور بمقابلہ اس قول جناب کے " کہ قانون قدرت مین ذرہ اختلاف نہین " اسکو خلاف واقع جانینگے -

لہذا مشت نمونہ خروار و یکی از ہزار کی تفصیل سے تعرض کیا جاتا ہی -

واضح ہو کہ عنصریات (بسائط و مرکبات) و فلکیات وغیرہ طبعیات اور الٰہیات کوئی اختلاف سی خالی نہین (منجملہ انکی ہر ایک کی تمثیلات اختلاف کو نمبر وار نقل کیا جاتا ہے -

(۱) اجسام کے قدیم و حادث ہونے مین حکماء کے **تین قول** ہین -

بعضے کہتے ہین کہ اجسام بذات و صفات حادث ہین -

ارسطو اور اسکے اتباع کہتے ہین - وہ بذات وصفات قدیم ہین - **افلاطون** وغیرہ متقدمین کہتے ہین ذات سے قدیم ہین اور صفات سے حادث

پہر ان متقدمین مین کئی اختلاف ہین (۱) وہ ذوات قدیمہ جسم ہین یا نہین (۲) جسم ہین تو عناصر اربعہ ہین یا ایک انمین سے - اور باقی انہین کے بخارات سے پیدا ہوئے ہین - یا کوئی اور جوہر یا چہوٹے چہوٹے اجسام گروے شکل ہین یا پہلودار (۳) جسم نہین تو پہر کوئی کہتا ہی کہ نور ہیت و ظلمت کے ملنے سے عالم پیدا ہوا ہی - کوئی کہتا ہی کہ نفس و مادہ

[illegible]

کے خیالات سے بڑہکر نہین

(۲) تولید و پیدایش انسان وغیرہ حیوانات مین حکمار کے کئی اختلاف ہین کہ کسطرح ہوئی اور کسنے کی

بعضی قائل ہین - منی مین ایک قوت مولدہ ہی جس سے انسان وغیرہ کی پیدایش ہی - یہ کہتے ہین - منی مین تین فعل ہین **اول** خون کو عضون کیطرف کہینچنا - اور اسکو اپنے فعل و تصرف کے ساتھ منی بنانا - اس فعل کے سبب وہ محصلہ کہلاتی ہے

دوم اسکی کیفیات مزاجیہ کو جدا جدا کرنا - اور ہر ایک عضو کے مناسب اسمین اُن کیفیات کا ملانا پہر ہر ایک کو مزاج خاص عطا کرنا - اس فعل کی نظر سے وہ منفصلہ کہلاتی ہے

سوم ہر حصہ منی کو خاص خاص صورت اعضار پر کرنا اور شکل و مقدار و کیفیت خاص عطا کرنا - اس فعل کی راہ سے وہ مصورہ کہلاتی ہی

غرض یہ تینو فعل ایک قوت کے ہین - ان تینونکا مجموعہ وہ ایک قوت مولدہ ہی - چنانچہ **شفا و اشارات** سے یہی مفہوم ہی

متقدمین ... قائل ہین کہ تولید فقط قوت متصلہ سے ہے اور مولدہ اسیکا نام ہے ... یہ قول بھی **ابن سینا** سے منقول ہی

جمہور حکمار کہتے ہین کہ یہ تولید قوت محصلہ و منفصلہ دونو سے ہے اور مولدہ اسکا نام ہے - یہ بھی **قانون شیخ** مین مصرح ہی

بعض حکمار کہتے ہین کہ قوت مولدہ کوئی چیز ہی نہین - اور صدور ان افعال ثلثہ کا ایک قوت بسیطہ سے جسکو شعور و ادراک نہین بحکم عقل ممکن و متصور نہین - **یہ لوگ** تائید انکار مین **قول ارسطو** پیش کرتے ہین کہ اجزار منی سبب

متحد الحقیقہ ہین اور ہر جز اپنی کل کے ساتھ تعریف
و نام ہین متفق - بنا ءعلیہ جو شکل اس سے پیدا ہو اسکا
کروی ہونا لازم ہے چنانچہ امر واحد نے متشابہ الاجزار
کی جو شعور رکھے یہی شان ہے -

اور کہتے ہین کہ بقراط کا جو قول ہے کہ منی کے
اجزا ر مختلف الحقائق ہین جس سے گوشت بنتا ہے
اسکی حقیقت اور ہے جس سے ہڈی بنتی ہے اسکی حقیقت اور
وعلی ہذا القیاس اس سے بھی اس وضع و ترتیب کا صدور
اس سے ممکن نہین - کیونکہ - وضع ترتیب کے
ان افظت [illegible] ایک کا [illegible] نہین [illegible]
مختلف الحقائق کے انضمام سے ایسی شکل کا پیدا
ہونا لازم ہے جیسے کئی کروی اجسام کے ملانے
سے حاصل ہوتی ہے

(۳) انسان کے سوائے اور حیوانات کے
لئے نفوس و ادراک کلی کے اثبات مین حکماء
کا اختلاف ہے - جمہور منکر ہین اور بعض متوقف
اور بعض اسکے مثبت ہین

مثبتین دلیل ثبوت مشاہدات ذیل پیش
کرتے ہین

(۱) **شہد کی مکھی** اپنے چھتے کے خانے مسدس
بناتی ہے - اور یہ فعل اسکا ان اصول کلیہ کے
علم پر متفرع ہے

اول شکل مسدس کے زاوئے کشادہ ہوتے
ہین

دوم کئی اشکال مسدسہ کے ملانے باہم اتصال
ہوتا ہے اور بیچ مین خالی جگہہ نہین چھوٹتی

سوم شکل مسدس کے سوائے اور اشکال جیسے مربع
یا مسبع مین دونو باتین نہین ہوتین مسبعات
آپسمین ملائے جاوین تو خالی جگہہ چھوٹنے کے
سوائے مل ہی نہین سکتے - اور مربعات و
اشکال [illegible] ہو سکتے ہین - پر
اُنکے زاوئے تنگ ہوتے ہین - پھر وہ ان
اشکال کے خطوط و زوایا مین ایسی مساوات
و موازنت عمل مین لاتی ہے - کہ عقلا ر نقشہ نویسون
سے بدون استعانت پر کار وغیرہ آلات کے
متصور نہین اور نیز وہ اپنی رئیس مکھی کی (جسکو
عربی مین یعسوب کہتے ہین) اطاعت مین ایسی
سرگرم رہتی ہے جیسے عاقل انسان اپنے حاکم یا
بادشاہ کی اطاعت مین -

(۲) **چیونٹی** اپنے بل (گہر) مین زمانہ آئندہ
کے لئے غلہ ذخیرہ کرتی ہے جب دانو نکو زمین کے
نم پہنچتی ہے تو انکو دو ٹکڑے کر دیتی ہے - اور جب ہو نکلنے

ہی تو دہوپ مین سوکہنے ڈالدیتی ہی یہ چال اسکی بدون علم ان امور

اول زمین کی نم ثابت دانوکو اُگا دیتی ہے

دوم دانہ کا ٹکڑا کبہی نہین جمتا ہے

(۳) **چوہا** تیل کی بوتل مین مونہ نہین ڈالسکتا تو اپنی دُم اسمین ڈبوکر اسکو چوس لیتا ہے یہ فعل بہی بدون علم ان امور کے ممکن نہین -

اول بوتل کا مونہ تنگ ہی

دوم تنگ چیز مین اس سے زیادہ موٹی چیز گہس نہین سکتی -

(۴) **اونٹ اور گہوڑا اور خچر** اور [illegible] جب کسی رستے چلتے ہی تو اسکو خوب [illegible] یاد رکھتا ہی - اور اندہیری راتو مین سوار کی رہنمائی کرتا ہی - اور یہ امر ادراک عقلی سے خالی نہین ہے -

(۵) **ہاتھی** سے ایسے افعال عجیبہ و غریبہ سرزد ہوتے ہین جنسے عقلاء متعجب ہین - اور وہ افعال مشہور ہین

(۶) **بعض حیوانات** سے ایسے معالجات شاہد و منقول ہین جنہین عقلاء اطباء اُنکی شاگرد ہوگئی ہین

ایک **حکیم** سے جو شکار کا شائق و عادی تہا

حکایت ہی کہ اُسنے ایک مرتبہ شکار پر سانپ کو جبارہی (ایک جانور ہے جسکو فارسی مین چرز کہتے ہین) سے لڑتے دیکہا تو کسی اوٹ مین چہپ کر تماشا دیکہنے لگا - چرز جب مغلوب ہوتا تو بہاگ کر کہین چلا جاتا - وہان سے واپس آکر پہر سانپ کا مقابلہ کرتا - وہ حکیم چہپ کر اسکے پیچہے گیا تو اسکو ایک بوٹی جنگلی خس کہاتے دیکہا - اور یہ سمجہہ لیا کہ یہ بوٹی زہر کے لئے تریاق ہے - اور چرز اسکے کہانے سے سانپ کے زہر کا علاج کرتا ہے - جب چرز وہان سے ہٹا تو اس حکیم نے اس بوٹی کو اکہاڑ لیا چرز جب پہر مغلوب ہوا تو اس بوٹی کیطرف معالجہ کے لئے دوڑا - وہان بوٹی کو نہ پایا تو تڑپ کر مرگیا - اسوقت حکیم کو اس بوٹی کے تریاقِ سموم ہونیکا یقین ہوا اور اُس نسخہ مین اُس جانور کا شاگرد بنا ایسی ہی اور عجائبات و عاقلانہ حرکات اور جانورون سے جیسے مکڑی - لومڑی - ریچہ - کچہوا نیولا - سنسار - ابابیل - کتا - شترمرغ سنگخوار - خارپشت غرنوق وغیرہ حیوانات سے امام رازی کے مطالب عالیہ

کی کتاب الارواح مین نقل کئی ہین خوف طوالت سے ان سب کا استیعاب نہوا

(۴) وجود جسمانی افلاک مین حکمار کا اختلاف ہے **حکمای یونان** (قائلین نظام قدیم) تو ان کے وجود جسمانی کے قائل رہے اور ان اجسام کے ساتھہ نفوس فلکیہ اور انکے ادراک و شعور و حرکات ارادیہ کو مانتے رہی - اور اختلاف حرکات ستارون کے سبب ہر ایک ستارہ کے لئے ایک ایک آسمان بنا گئی [illegible] کے لئی رجعت کی سبب سے افلاک کے ضمن مین ایک ایک چھوٹا آسمان اور بھی تجویز کر گئی -

اور قائلین نظام جدید (جسکو نئی روشنی یا تہذیب کے لوگ مان رہی ہین) اس وجود کے منکر ہین - اور اختلاف حرکات ستارون کو دوسرے طریق سے رفع کرتے ہین جسکو اسوقت عوام و خواص طلبار مدارس جانتی ہین اور آپ بھی اسیکو مانتی ہین اور اسی سبب سے قائلین نظام قدیم کو بحث افلاک تہذیب الاخلاق مین بلفظ یونانی کافر یاد کرتے ہین

(۵) قائلین وجود جسمانی افلاک پھر اسکی صفات مین باہم مختلف ہین - **افلاطون فیساغورس - ہرمس وغیرہ اشراقین** انہین وجود قوی حیوانیہ (جیسے سونگھنا) کے قائل ہین - انکے اتباع سے بعض متاخرین کا قول ہی کہ جب ہمکو فلکیات کا خواب یا بیداری مین قرب ہوتا ہی تو ہم وہان ایسی خوشبوئین [illegible] ہین اور انکو ہم کسی چیز سے تشبیہہ نہین دے سکتے - **حکمار مشائین** اسکے منکر ہین اور کہتی ہین کہ وہان ہوا نہین تو افلاک کا سونگھنا کیونکر متصور ہے

(۶) اکثر فرق عقلار **فلسفی حکیم** وغیرہ بظاہر برائے نام گو خدا کے قائل ہین ولیکن در حقیقت منکر - اس معنی کہ جن اوصاف سی خدا کو پہچانا جاتا ہی - انکو نہین مانتی اور اس خداتعالے کو خالق - قادر مختار - مدبر کائنات - عالم جزئیات نہین جانتے خدا کا خالق ہونا اس دلیل سے باطل کرتے

ہین الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
یعنی ذات واحدہ بسیطہ سے ایک ہی چیز صادر
ہوسکتی ہی - اور اس دلیل پر اس خرافات کو
متفرع کر گئی ہین کہ خدا تعالے نے بجز عقل
اول کوئی چیز پیدا نہین کی پھر عقل اول
نے ایک آسمان اور عقل دوم پیدا کی عقل دوم
نے ایک آسمان اور عقل سوم پیدا کی و علی
ہذا القیاس عقل نہم تک سلسلہ چلا - عقل نہم
نے ایک آسمان اور عقل دہم پیدا کی عقل
دہم نے بقیہ عالم پیدا کیا - انکے نزدیک
خالق دنیا وہی عقل عاشر ہی - جسکو عقل
فعال کہتے ہین [illegible]
رکھتے ہین
اسی قسم کے خرافات وہ نفی قدرت و اختیار
و علم خدا کی بوجہ جزئی ہین پیش کرتے
ہین جو کتب فلسفہ و کلام مین موجود ہین -
اور عقلاء اہل ملت اس انکار کو کفر جانتے ہین
اور یقین ہی کہ آپ بھی جملہ اہل ملت محمدیہ
سے اسباب مین متفق الراے ہونگے -
چنانچہ جناب مولوی مہدی علی صاحب کا
خدا کے علم بالجزئیات کے انکار کو مضمون

نمبر ۸ مین ضلالت قرار دینا اور آپکا اس
مضمون کو مضمون نمبر ۸ مین تصدیق کرنا
اس یقین کا موید ہی
(۷) نفس کی وحدت و تعدد مین حکمار کا
اختلاف ہی
ارسطو وغیرہ قائل وحدت ہین - اور
جالینوس قائل تعدد -
(۸) نفس کے حادث و ازلی ہونے مین حکمار
کا اختلاف ہی ارسطو حادث ہونیکا قائل
ہی - اکثر لوگ ازلی ہونیکے
(۹) مفارقت بدن کے بعد نفس کے بقار
[illegible] مین اختلاف ہی بعضی قائل ہین
کہ مفارقت بدن کے بعد وہ فانی ہوجاتا
ہے - پھر اسکا وجود و اعادہ محال ہی
جالینوس اسمین متوقف ہی اکثر
اسکی بقاء کے قائل ہین -
(۱۰) اس اختلاف پر ایک اور اختلاف متفرع
ہی - کہ نفس کے لئے معاد و محل تحقیق
ثواب و عقاب ہی یا نہین قائلین
فناء نفس کو اس سے انکار کلی ہی -
جالینوس کو اسمین توقف -

قائلین بقاء نفس پھر آپسمین مختلف ہین **بعض حکماء** تناسخ کے قائل ہین - اور اسی دنیا کو جزا و سزا کا محل بتاتے ہین - جیسے اس زمانہ کے ہنود اعتقاد رکھتے ہین - **اکثر** حکماء تناسخ کے منکر ہین اور سوای اس عالم دنیا کے اور عالم معاد کی قائل ہین ولیکن وہ بھی معاد جسمانی کو نہین مانتے - فقط معاد روحانی کو صحیح جانتے ہین - حشر اجساد کو وہ محال سمجھتے ہین اور اعادہ معدوم کو خدا تعالی اسے مشکل و ناممکن خیال کرتے ہین - جیسے منکرین و [illegible] نقل کیا ہے وقالوا ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید* ءاذا متنا وکنا ترابا ذلک رجع بعید ○ **ان لوگون کے** نزدیک دوزخ نفس کے اسی غم و افسوس کا نام ہے جو اسکو بعد مفارقت بدن ملکات ردیہ و خیالات باطلہ کے حاصل کرنیسے پیدا ہوگا - **بہشت** اُسی فرحت و سرور کا نام ہے جو نفس کو عمدہ خیالات و صالحہ عملیات کے حاصل کرنیسے بہم پہنچیگا -

ترجمہ
* کیا جب ہم گم ہو جاوینگے
اور مٹی ہو جاوینگے
تو کیا پھر اٹھائے جاوینگے
یہ تو پھرنا بعید ہے ۱۲

اسکے سوا نہ کوئی آگ ہے - نہ سانپ - نہ طوق - نہ زنجیر - نہ باغ ہے - نہ نہرین - نہ میوے ہین نہ حورین - جنکا اثبات انبیا کرتے چلے آئے ہین اور قرآن وغیرہ آسمانی صحیفے اسکے مظہر و مبین ہے

ہماری اس زمانہ مین جو بہشت کو کہتے ہین کیا وہ رنڈیوں کا چکلا ہے؟ اور دوزخ کو کہتے ہین کیا وہ جیلخانہ یا حوالات ہے؟ انہین منکرین کی تقلید ہین اور جملہ امت محمدیہ فرق ملت سماویہ کے مخالف —

[illegible]

ائمہ دین و اکابر مسلمین کو اپنا ہم مشرب خیال کرتے ہین - اور یہ زعم رکھتے ہین کہ غزالی وغیرہ اہل اسرار و حقائق بھی فقط اسی حشر روحانی و نعیم و آلام غیر جسمانی کے قائل ہین یہ بات انکی سراسر **کذب** ہے و محض بے اصل - علماء مسلمین مین کوئی حشر اجساد کا منکر نہین؟ اور نہ نعیم و آلام جسمانی بہشت و دوزخ کا غیر معتقد اور خاصکر **امام غزالی** کتاب احیاء مین بہت جگہہ حشر ابدانی و نعیم جسمانی پہ تصریح کر چکی ہین اور اس سے انکار کرنے کو کفر لکھ گئی ہین